قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۚ قُل لَّا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم
بِهِ ۚ مَا عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ يَقُصُّ الْحَقَّ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِينَ ۝
قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الْأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ
بِالظَّالِمِينَ ۝ وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ
الْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ
وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم
بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا
كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا یوں ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں * تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔ حکم نہیں مگر اللہ کا وہ حق فرماتا ہے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا * تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا اور اللہ خوب جانتا ہے ستمگاروں کو * اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو * اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو پھر اسی کی طرف پھرنا ہے پھر وہ بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ (۶/۵۶ تا ۶۰ * ت: ک) سورۃ الانعام پارہ ۷

۵۶۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ آپ کھلے الفاظ میں اعلان کر دیں کہ میں تمہارے جھوٹے خداؤں کی عبادت ہرگز نہیں کروں گا کیونکہ نہ عقل سلیم اس کی اجازت دیتی ہے کہ خالق کائنات کو چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کی جائے اور نہ توحید کی روشن دلیلوں نے اس لغویت کے لئے کوئی گنجائش چھوڑی ہے اس لئے عقل و نقل کے خلاف ایک صریح باطل کو کیوں کر اختیار کیا جا سکتا ہے۔ آیت میں تدعون کا معنی حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنے ترجمہ میں "خدا کے سوا جس کی تم عبادت کرتے ہو" کیا ہے علاوہ ازیں قرطبی، روح المعانی، کشاف، نیشاپوری وغیرہم نے تدعون کا معنی تعبدون کیا ہے (ضیاء القرآن)

۵۷۔ کہہ دیجیے کہ جو وحی اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے میں اسی پر بصیرت رکھتے ہوئے قائم ہوں اور تم نے

میرے پاس نہیں

تو حق کو جھٹلا دیا ہے۔ تم جس عذاب کی جلدی کر رہے ہو (وہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے) حکم تو صرف اللہ تعالیٰ
کا چلتا ہے اگر وہ چاہے تو تمہاری طلب پر عذاب لانا چاہے تو فوراً ہی آ جائے اور وہ دیر کرنا چاہے اور اپنی حکمت
عظیمہ سے تمہیں مہلت دے تو اس کا اختیار ہے اسی لئے فرمایا کہ وہ حق طریقہ اختیار فرماتا ہے۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

۵۸۔ ان سے کہو! اگر عذاب کو جس کو تم جلد چاہتے ہو میرے قبضہ میں ہوتا تو میرے اور تمہارے درمیان
ہی فیصلہ ہو جاتا کہ میں تم پر عذاب جلد بھیج دیتا اور آرام سے رہتا لیکن عذاب دینا اللہ کے اختیار میں ہے،
اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے اور یہ کہ ان کے عذاب کا وقت کب ہے۔ (تفسیر جلالین)

۵۹۔ علم کامل بھی بجز اللہ کے کسی کو حاصل نہیں * عندہ مفاتح الغیب۔ تو وہی۔ جب اور
جس قدر چاہے، جس چیز کو ظہور میں لے آئے اور جتنے غیب پر جس کو چاہے مطلع کرے۔
مفاتح۔ جمع مَفتح (بالفتح) کی بھی ہے اور مِفتح (بالکسر) کی بھی۔ مَفتح کے معنی خزانہ کے
مسلّم ہیں۔ مِفتح کے لفظی معنی کنجی کے ہیں لیکن مراد بیان وسائل و اسباب ہی سے ہوا کرتی ہے غرض
معنی خواہ یہ لئے جائیں کہ غیب کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں یا غیب کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں مراد
دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ غیب کا مالک صرف وہی ہے * لوح محفوظ ہی جو علم الٰہی ہی کی متشکل
صورت کا نام ہے یا کتاب مبین سے مجرد علم الٰہی ہی مراد لیا جائے اور امام رازی نے اسی معنی کو ترجیح
دی ہے * مختلف عام فہم مثالوں کے ذریعے سے بتایا ہے کہ اللہ کا علم جزئیات، کلیات ہر شے پر محیط ہے
(کشاف، کبیر، راغب اور ابن جریر بحوالہ تفسیر ماجدی)

۶۰۔ وہ ایسا قدرت والا ہے کہ تم سب ہر وقت اسی کے قبضہ میں ہو وہ تم کو رات کے وقت سلا دیتا ہے یعنی چھوٹی
موت دے دیتا ہے کہ تم آنکھ لگتے ہی بے علم بے خبر بے ہوش و خرد ہو جاتے ہو تم کو اپنی بھی خبر نہیں رہتی
پھر وہ ہی قدرت والا تمہیں جگا دیتا ہے کہ تم جاگتے ہی سب کچھ سمجھ جاتے ہو پھر بھی تم اس کی نگرانی میں رہتے
ہو جو کچھ چھوٹے بڑے اچھے برے کھلے چھپے کام کرتے ہو وہ ہر ایک کام جانتا ہے تمہیں ان ہی اٹھاتا ہے
کام کرنے کے لئے تمہارا یہ سو کر جاگنا ہمیشہ نہ ہوگا اس وقت تک ہے جب تک تمہاری زندگی کے دن
پورے نہیں ہوتے یہ میعاد پوری ہو جانے پر تم ایسے سو جاؤ گے کہ پھر نہ جاگو گے موت آنے پر رب تعالیٰ کی طرف
لوٹو گے پھر تم کو رب تعالیٰ تمہارے نیک و بد سارے اعمال کی خبر دے گا خبر دے کر تم سے اقرار کرا کے تمہیں سزا یا جزا دے گا
(بحوالہ تفسیر [illegible])

مفردات مزید: تَدْعُوْنَ: تم پکارتے ہو، تم پکار رہے ہو۔ دُعَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ●
تَسْتَعْجِلُوْنَ: تم جلدی کرتے ہو، تم عجلت کرتے ہو۔ اِسْتِعْجَالٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● یَقُصُّ
واحد مذکر غائب مضارع۔ قَصَصٌ مصدر (نصر) وہ بیان کرتا ہے ● اَلْفَاصِلِیْنَ: اسم فاعل جمع مذکر حالت جر۔ فَصْلٌ
مصدر، فَاصِلٌ واحد۔ فیصلہ کرنے والے حق کو باطل سے الگ کرنے والے ● قُضِیَ: واحد مذکر غائب ماضی مجہول

کام تمام کر دیا جاتا ہے، فیصلہ ہو چکا ہوتا ● مَفَاتِحُ: صیغہ منتہی الجموع۔ کنجیاں، خزانے ● بَحْر:
دریا۔ سمندر۔ بحر اصل میں اس وسیع مقام کا نام ہے جہاں بہت کثرت سے پانی ہو اور اسی اعتبار سے
سمندر کو بحر کہتے ہیں۔ سمندر میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک پانی کی کثرت اور وسعت اور دوسرے نمکین اور کھارا پن
اب یہ دو مفہوموں کے لحاظ سے لیکن بحر کا استعمال کسی چیز کی زیادتی اور وسعت کے متعلق ہوتا ہے ● بَرّ:
جنگل، زمین، خشکی، بحر کی ضد ہے ● تَسْقُطُ: وہ گرتی ہے۔ وہ مضارع ہے (نَصَرَ) سُقُوْطٌ سے
جس کے معنی گرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ● ضَلَلْتُ: میں بہکا، میں گمراہ ہوا
ضَلَالٌ اور ضَلَالَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ● وَرَقَةٍ: اسم مفرد نکرہ تاء وحدت کوئی ایک پتہ ●
رَطْبٍ: ہرا، تر، یابس کی ضد ہے جس کے معنی سوکھے اور خشک کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے ●
جَرَحْتُمْ: تم نے کمایا (فَتَحَ) جَرْحٌ سے جس کے معنی زخمی کرنے، کمانے اور کسی میں طعن
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا
لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ
عَلٰٓي اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ
شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ
يَفْقَهُوْنَ ۝

اور وہی اپنے بندوں پر بالادست ہے اور وہ تم پر (ملائکہ) نگہبان بھیجا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آجاتی ہے تو اس کو ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قبض کرلیتے ہیں اور وہ کمی نہیں کرتے ☆ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے آگے حاضر کیے جاتے ہیں جو ان کا برحق مالک ہے دیکھو اسی کا حکم ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ☆ (اے محمد! ان سے) کہہ دیجیے کون ہے جو جنگل اور دریا کی اندھیروں سے بچاکر ادا کرتا ہے جس سے نہایت عجز وہ چپکے چپکے دعا کیا کرتے ہو (اور کہتے ہو) اگر تو نے ہم کو اس بلا سے بچا لیا تو ضرور ہم شکر گزاروں کیا کریں گے ☆ (سو ان سے) کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ ہی تم کو اس بلا سے اور ہر ایک سختی سے نجات دیا کرتا ہے پھر بھی تم شریک ٹھہراتے ہو ☆ کہہ دیجیے وہی اس بات پر (بھی) قادر ہے کہ تم پر اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب مسلط کردے یا تم ہی نااتفاقی ڈال دے اور ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے دیکھو ہم کس طرح پھیر پھیر کر ان سے آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں ☆ (سورہ الانعام / پارہ ۷ — ۶/ ۶۱ تا ۶۵ ☆ ت: ح)

۶۱۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور ہر شے اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے اس نے انسان پر ملائکہ مقرر کر رکھے ہیں جو اس کی ہر آن حفاظت کرتے ہیں جیسے کہ فرمایا انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ جب تم میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو ہمارے ملائکہ اس کی روح قبض کرلیتے ہیں وہ روح کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ پھر اس کو وہاں پہنچا دیتے ہیں جہاں اللہ کی مرضی ہوتی ہے اگر وہ نیک ہو تو علیین میں جگہ دی جاتی ہے اور اگر فاجر ہو تو سجین میں جو دوزخ کا طبقہ ہے۔ اللہ کی پناہ۔ (تفسیر ابن کثیر)

۶۲۔ پھر تمام مخلوق اللہ کی طرف لوٹائی جائے گی جو مالک سچا ہمیشہ رہنے والا انصاف والا ہے تاکہ وہ ان کو بدلہ دے۔ "آگاہ رہو

اس کے روکنے پر حکم مخلوق میں جاری ہونے والا اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے کہ دنیا کے دنوں کے حساب سے آدھے دن میں تمام مخلوق کا حساب لے لے گا اسی طرح حدیث میں آیا ہے۔ (تفسیر جلالین)

۶۳۔ عرب کے مشرکین جنگلوں اور سمندروں میں تجارت کے لئے سفر کیا کرتے تھے پھر جب وہ جنگل کی اندھیریوں میں راہ بھول جاتے یا کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے تھے اسی طرح سمندروں میں رات اور ابر کی اندھیریوں میں جب دریا میں طوفان آتا اور موت کے دروازہ پر پہنچ جاتے تھے اس وقت نہایت گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور دعا کرتے کہ اگر اللہ اس سے بچا دے تو ہمیشہ شکر کیا کریں گے۔ (تفسیر عثمانی)

۶۴۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس تاریکی اور ہر غم سے بچاتا ہے پھر بھی تم شرک کرنے لگتے ہو" یعنی شرک کی طرف لوٹ جاتے ہو وعدہ پورا نہیں کرتے جاتے ہو کہ مصیبت سے اللہ ہی تم کو بچاتا ہے بجائے لَا تَشْكُرُوْنَ کے تُشْرِكُوْنَ فرمایا اس میں پوری سرزنش ہے اور اس پر تنبیہ ہے کہ جس نے اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کیا اس نے قطعاً اللہ کی عبادت [illegible]

۶۵۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ تم پر آسمانی عذاب نازل فرما دے یا زمینی عذاب مسلط فرما دے جیسے گزشتہ قوموں پر آئے یا تم کو متفرق جماعتوں میں بکھیر دے تم میں عداوتیں بغض ڈال دے کہ تم آپس میں لڑ لڑ کر تباہ ہو جاؤ اس وقت سے مستقبل جاری رہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم غور تو فرمائیں کہ ہم کس طرح آیات قرآنیہ الٹی پھیر پھیر کر سناتے ہیں کبھی دلائل، کبھی عذاب اور کبھی اپنی رحمتوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ کسی طرح یہ لوگ سمجھ جائیں۔ (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید: اَلْقَاهِرُ : اسم فاعل واحد مذکر، قَهْرٌ مصدر، امام راغب نے لکھا ہے "قَهْرٌ" کے معنی ہیں غالب ہونا اور ذلیل کرنا اور دونوں معنی کا مجموعہ القاهر میں اول معنی مراد ہے یعنی غالب (المفردات) ● لَا يُفَرِّطُوْنَ : جمع مذکر غائب مضارع منفی تَفْرِيْطٌ مصدر (تفعیل) وہ کمی نہیں کرتے ہیں ● رُدُّوْا : وہ واپس لائے گئے وہ لوٹائے گئے، وہ پھیرے گئے رَدٌّ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ● اَسْرَعُ : بہت جلدی کرنے والا سُرْعَةٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے ● حَاسِبِيْنَ : حساب لینے والے، حساب سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر حاسب کی جمع بحالت نصب وجر ● يُنَجِّيْ : وہ بچالیتا ہے، وہ بچاتا ہے ● تَضَرُّعًا : عاجزی کرنا، گڑگڑانا بر وزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے ● خُفْيَةً : پوشیدہ، چھپی ہوئی خَفِيَ، يَخْفٰى کا مصدر ہے ● اَنْجٰنَا : اس نے ہم کو بچالیا اَنْجٰى صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ● كَرْبٍ : اسم مصدر، نکرہ سخت غم (راغب) دم گھوٹنے والا غم (قاموس) مراد غم کا سبب یعنی بڑی مصیبت ● يَلْبِسَكُمْ : واحد مذکر غائب مضارع لَبْسٌ مصدر (ضرب) كُمْ ضمیر مفعول۔ وہ تم کو ملا دے یعنی باہم دست بگریباں کر دے ●

٭ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر غالب ہے ہر ایک اس کے آگے سر خم کیا ہوا ہے ● انسانوں کی حفاظت کے لئے فرشتوں کا تقرر ● روح قبض کرنے کے لئے مقرر فرشتے اپنے کام بغیر کمی کیا کرتے ہیں ٭ سب اللہ تعالیٰ کے پاس واپس لائے جائیں گے اللہ حاکم مطلق ہے وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ٭ زمین اور سمندر کے مصائب سے نجات کے لئے عاجزانہ دعائیں کرنے والوں کو اللہ نجات دیتا ہے لیکن چھٹکارے کے بعد ناشکرے پھر مشرک ہو جاتے ہیں ٭ اللہ قادر مطلق ہے آسمانی ارضی عذاب، نا اتفاقی اور آپس میں جدال نافرمانوں کو مزہ چکھا سکے ● پھیر پھیر کر آیات سنانا درحقیقت اچھی طرح سمجھانے کے لئے ہے۔

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ
غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا
يَكْفُرُوْنَ ۝

اور اسے جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے۔ تم فرما دو کہ میں تم پر کچھ کڑوڑا (ذمہ دار) نہیں *
ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان جاؤ گے * اور اے سننے والے جب تو انہیں
دیکھے جو ہماری آیتوں میں بیہودہ پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں پڑیں اور جو
کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ * اور پرہیزگاروں پر ان کے
حساب سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں * اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے
اپنا دین ہنسی کھیل بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگانی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت
دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے۔ اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی
(الانعام پارہ ۷) اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں۔ یہ ہیں وہ جو اپنے کئے پر
پکڑے گئے۔ انہیں پینے کا کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلہ ان کے کفر کا (۶/۶۶ تا ۷۰ * ت: ک)

۶۶۔ تمہاری قوم قریش نے قرآن کو جھٹلایا حالانکہ اس کے سوا کوئی دوسری چیز حق نہیں آپ کہیے کہ
میں تم پر داروغہ نہیں جیسا کہ فرمایا۔ کہہ دیجیے کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے جو چاہے ایمان
لائے اور جو چاہے نہ مانے یعنی میرا فریضہ تو تبلیغ کر دینا ہے اور تمہارا کام سننا اور اطاعت کرنا ہے جو میری
اطاعت کرے گا وہ دین و دنیا میں سرخرو رہے گا اور جو مخالفت کرے گا وہ دونوں جگہ بدبخت رہے گا (ابن کثیر)
۶۷۔ ہر ایک خبر کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس میں وہ واقع ہوتی ہے اور ثابت ہو جاتی ہے اور تمہارا عذاب دنیا میں
اسی میں سے ہے اور تم عنقریب جان لو گے یہ کافروں کے لئے تہدید ہے (جلالین)
۶۸۔ مشرکین مکہ تکذیب کے سوا قرآن مجید اور ارکان اسلام کے ساتھ تمسخر بھی کیا کرتے تھے اس سے مسلمانوں کو
اتفاقاً جو وہاں ان کی مجالس میں جا بیٹھتے تھے ناگوار ہوتا تھا اس لئے حکم آیا کہ تم وہاں نہ بیٹھو اٹھ کھڑے ہوا کرو

یہاں تک کہ وہ اور باتوں میں لگ جاویں یا یوں کہ ان کی محفل میں نہ بیٹھو تاکہ اسکے بعد وہ اور دوسری باتیں
تمسخر نہ شروع کردیں اور جو بھولے سے بیٹھ جاؤ تو جب یاد آجاوے تو ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوا کرو (حقانی)

69۔ کافروں سے ان کے گناہوں کا جو محاسبہ و مواخذہ ہوتا اس کا کوئی حصہ مسلمانوں کو نہیں پہنچ جاتا تھا * اگر
مسلمانوں میں طاقت و استطاعت ہو تو بقدر استطاعت برائی سے منع کرنے کی ذمہ داری مسلمانوں کی ہے
مسلمانوں کے نصیحت کرنے سے شاید کافر نصیحت پذیر ہو جائیں۔ (بحوالہ مظہری)

70۔ جن کفار نے کھیل تماشوں کو اپنا دین بنا لیا آپ انہیں چھوڑ دیجئے ان کے کفر و شرک بدعملیوں پر غم نہ کیجئے ہاں
اس قرآن کے ذریعہ انہیں ڈرائیے ضرور اس سے ڈرائیے کہ کل قیامت میں کافر نفس اپنی بدعقیدگیوں اور
بدعملیوں کی وجہ سے گرفتار ہوگا اللہ کے مقابل نہ اس کا کوئی دوست ہوگا نہ سفارشی جو انہیں اللہ کے عذاب
سے بچا سکے اس دن اگر کوئی کافر ہر قسم کا فدیہ خون بہا کفارہ پیش کرکے یہ چاہے کہ عذاب سے بچا جائے تو نہ
اس کا فدیہ قبول ہوگا نہ اسے عذاب سے رہائی ملے۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ انہیں پینے کے لئے کھولتا پانی ملے گا
اور انہیں ہر طرح کا دردناک عذاب ہوگا ان کی یہ تمام سزائیں ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ہوں گی (بحوالہ اشرف التفاسیر)

مفردات مزید : كَذَّبَ : واحد مذکر غائب ماضی معروف تَكْذِيبٌ و كِذَّابٌ مصدر باب تفعیل
جھوٹ جاننا، نہ ماننا، انکار کیا ● وَكِيلٌ : صفت مشبہ نکرہ مرفوع وُكُلٌ سے۔ نگران، نگراں، نگہبان
ضامن، گواہ ● نَبَإٍ : اسم مجرور نکرہ خبر نَبَاۃ بمعنی آواز نَبِیٌّ نبی اللہ کا پیغمبر اونچا مقام کھلا ہوا
راستہ، استعمال مکانی کرنے والا نُبُوَّۃ جمع پیغامبری، نبالی اونچی جگہ نَبَأٌ نُبُوَّۃ بلند ہونا ظاہر ہونا،
نکلنا، آواز دینا، خبر دینا۔ استعمال مکانی کرنا ● رَأَيْتَ : تو نے دیکھا رُؤْيَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
مذکر حاضر ● يَخُوضُوا : جمع مذکر غائب مضارع منصوب مجزوم خَوْضٌ مصدر (نصر) وہ مشغول
ہوں وہ مشغول رہیں ● تَقْعُدْ : تو بیٹھ رہے، تو بیٹھ رہے گا (نَصَرَ) قُعُوْدٌ سے جس کے معنی بیٹھ
رہنے اور کھڑے سے بیٹھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَقْعُدْ (تو نہ بیٹھ، تجھے
بیٹھنا نہ چاہئے) فعل نہی ہے ● ذَرِ : تو چھوڑ دے (سَمِعَ، فَتَحَ) وَذْرٌ سے جس کے معنی
چھوڑ دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اس کی ماضی نہیں آتی ● أُبْسِلُوا : گرفتار کئے گئے
إِبْسَالٌ سے جس کے معنی بمعنی غلبہ و قہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب (لغات القرآن)

* حق کو جھٹلانے والا خود اپنے کذب کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ حق پہنچانے والا حق پہنچا چکا ماننا نہ ماننا
سننے والے کی سعادت و شقاوت ہے * ہر کام کا وقت مقرر ہے * مضحکہ (خوش گپیاں) اڑانے والوں کے پاس
نہ بیٹھو جب تک وہ باز نہ آجائیں * بروں کی برائی کا ناصح پر ذمہ نہیں تاہم نصیحت کریں شاید کارگر ہو جائے *
جو دین کو کھیل بنا رکھیں ان سے ترک تعلق ہو دنیا فریب دیتی ہے قرآن سرچشمہ ہدایت ہے ہر انسان اپنے کئے کا ذمہ دار ہے
کفار و شرک کا کوئی حامی و مددگار نہ ہوگا نہ کوئی فدیہ کام آئے گا کھولتا پانی اور دردناک عذاب ان کے کفر کا بدلہ ہوگا۔

قُلْ أَنَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى أَعْقَابِنَا بَعْدَ
إِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ أَصْحٰبٌ
يَّدْعُوْنَهٗٓ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ
لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَأَنْ أَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ قَوْلُهُ
الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ
الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

آپ فرمایئے کیا ہم پرستش کریں اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے ہمیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور (کیا) ہم پھر جائیں الٹے پاؤں اس کے بعد کہ ہدایت دی ہے ہمیں اللہ نے؟ مثل اس شخص کے کہ بھٹکا دیا ہو اسے جنوں نے زمین میں اور وہ حیران و پریشان ہو اس کے ساتھی ہوں جو اسے بلا رہے ہوں ہدایت کی طرف کہ ہمارے پاس آجا۔ آپ فرمایئے کہ اللہ کی رہنمائی ہی حقیقی رہنمائی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم گردن جھکا دیں سارے جہانوں کے رب کے آگے ☆ اور یہ کہ صحیح صحیح ادا کرو نماز اور ڈرو اس سے اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے ☆ اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے گا کہ ہو جا تو بس وہ ہو جائے گا ☆ اور اسی کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہوگی جس دن پھونکا جائے گا صور جاننے والا ہے ہر چھپی چیز کا اور ہر ظاہر چیز کا اور وہی حکمت والا سب کچھ جاننے والا۔ (۶/ ۷۱ تا ۷۳ ☆ ت ض)

پارہ ۷ (الانعام)

۷۱۔ مشرکین نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ دین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ کہہ دو کیا ہم خدا کو چھوڑ کر ان اصنام کی پرستش کریں جو نہ نفع بخشتے ہیں نہ ضرر اور کیا کفر کر کے ہم الٹے پیر پھر جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں روشنی دے دی ہے اگر معاذ اللہ ہم کفر اختیار کرلیں تو پھر ہماری ایسی مثال ہو جائے گی جیسے کسی کو شیطان نے بھٹکا دیا ہو یعنی ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص سفر کر رہا ہو اور راستہ بھول گیا ہو اور شیطانوں نے اسے بھٹکا دیا ہو اور اس کے ساتھی سیدھی راہ پر ہوں اور اس کو بلا رہے ہوں کہ ہمارے پاس آجا، ہم سیدھی راہ پر ہیں اور وہ انکار کر رہا ہو یہ وہ شخص ہے کہ جو نبی مکرم کو اچھی طرح جاننے کے باوجود گمراہوں کی پیروی کر کے کافر ہو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو سیدھی راہ پر بلا رہے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ (ابن کثیر)

- اسلام ہی حقیقت میں ہدایت ہے اس کے سوا ہر طریقہ گمراہی ہے ☆ اور ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے مطیع ہو جائیں

۷۲۔ اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے (مظہری)
۷۳۔ اشارہ حشر کی جانب ہے۔ جس وقت وہ حشر کو واقع ہو جانے کا حکم دے گا وہ واقع ہو جائے گا ٭
"اللہ تعالیٰ" ساری موجودات کا خالق سب کو نیست سے ہست کرنے والا، مخلوقات کے سارے مصالح
کی رعایت اس کے سوا کون کر سکتا ہے ٭ زمین و آسمان کا نام لے دینے سے مراد سارے (مطلق) مخلوقات
ہوتے ہیں ٭ یہ ساری تخلیق یوں ہی بغیر کسی غرض و مقصد کے نہیں ہو گئی ہے بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں
اس کے ساتھ وابستہ ہیں ٭ الحق۔ یعنی یہ کہ اس کی یہ کارگزاری اور صناعی اس کی عظمت و حکمت و
وحدانیت پر دلیل کا کام دینے کی غرض سے ہے ٭ اس کا قانون مجازات ظاہر و باطن اعلانیہ اور مخفی
سب پہ یکساں جاری ہوگا۔ اس کا قول نہ خالی جا سکتا ہے نہ کسی کے ٹالے ٹل سکتا ہے۔ اس کے قول سے
جو کچھ بھی ہوتا ہے عین حکمت و صواب ہی ہوتا ہے ٭ قیامت کے دن جو کشف حقائق کا دن ہوگا اس کی حکومت
ظاہر ہو اور علانیہ بھی سب کو ایسی ہی نظر آنے لگے گی جیسی وہ حقیقتاً "اس وقت بھی ہے۔ (ماجدی بحوالہ کبیر
روح المعانی، کشاف، ابن کثیر، معالم التنزیل وغیرہ)
۷۴۔ صور یعنی زبان میں بگل (نرسنگا) کو کہتے ہیں جو بجایا جاتا ہے حضرت اسرافیل اور ان کا صور (بگل)
پیدا ہو چکا ہے وہ اسے منہ میں لئے حکم کے منتظر کھڑے ہیں نگاہ عرش اعظم کی طرف ہے کہ کب حکم ملے اور میں پھونکوں
جیسا کہ احادیث میں ہے۔ خیال رہے قیامت میں صور تین بار پھونکا جاوے گا پہلی بار میں تمام مخلوق گھبرا جاوے گی
اور ایسی موت کی بیہوشی ہو جاوے گی دوسری بار میں تمام زندے فنا ہو جائیں گے سوا چند کے تیسری بار میں
تمام چیزیں پیدا ہو جائیں گی ٭ اللہ تعالیٰ تمام کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے ہمیشہ سے جانتا ہے اور ہمیشہ تک
جانتا ہے حکیم سے مراد ہے حکمت والا کہ اس کا ہر کام ہی حکمت ہے کوئی کام عبث نہیں۔ خبیر سے مراد ہے اپنے
بندوں کے ہر کام پر مطلع۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: نَدْعُوا: جمع متکلم مضارع دُعَاءٌ اور دَعْوَةٌ مصدر باب نصر ہم پکاریں یعنی عبادت
کریں ● دُونِ: ورے، سوائے، غیر، جو کسی سے نیچے ہو۔ دُونَ کہلاتا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دُنُوٌّ کا
مقلوب ہے جس کے معنی نزدیک کے ہیں۔ امام سیوطیؒ لکھتے ہیں دُونَ ظرف ہو کر استعمال ہوتا ہے فوق کی نقیض ہے
اور مذہب مشہور پر منصوب مبنی ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ منصوب ہوتا ہے ● اِسْتَهْوَتْهُ: اس نے اس کو
راستہ بھلا دیا اِسْتَهْوَتْ اِسْتِهْوَاءٌ سے جس کے معنی فریفتہ کرنے اور راستہ بھلا دینے
کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب ● اُمِرْنَا: اس نے ہم کو حکم دیا
اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم ● کُنْ: واحد مذکر حاضر معروف۔ ہو جا ● یُنْفَخُ:
واحد مذکر غائب مضارع مجہول نَفْخٌ مصدر (فتح) پھونکا جائے گا۔ (ملاحظہ ہو لغات القرآن)

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ
مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ
قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ
لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً
قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو بے شک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں * اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے * پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے * پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہی گمراہوں میں ہوتا * پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ (۶/ ۷۵ تا ۷۹ * ت: ک)

۷۵۔ یہ آیت مشرکین عرب پر حجت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معظم جانتے اور ان کی فضیلت کے معترف تھے انہیں دکھایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بت پرستی کو کس قدر معیوب اور گمراہی بتاتے ہیں (حاشیہ کنزالایمان)

۷۶۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ ہم اس طرح ابراہیم ؑ کو آسمان و زمین کے ملکوت پیش نظر کر دیتے ہیں اور اس کی نظر میں یہ دلیل قائم کر دیتے ہیں کہ کس طرح وحدانیت خدائے عزوجل پر زمین و آسمان کی خلق کی بنیاد ہے جس سے یہ دلیل لی جا سکتی ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور رب نہیں اسی دلالت فی النظر کو ملکوت کہتے ہیں کیوں کہ دلالت فی النظر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوئی * حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم ؑ کو اپنی قدرت سے آسمان و زمین کی چھپی ہوئی اور علانیہ ساری چیزیں دکھا دیں ان سے کچھ بھی چھپا نہ رہا * فرمایا ہم نے اس پر ملکوت ظاہر کر دیا تاکہ وہ دیکھ لے اور یقین بھی کر لے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۷۷۔ پس جب ابراہیم ؑ پر اندھیرا رات کا آیا اس نے دیکھا ایک ستارہ کو کہا گیا کہ یہ ستارہ زہرہ تھا ابراہیم ؑ نے اپنی قوم سے کہا جو نجومی تھے تمہارے گمان میں یہ میرا رب ہے پھر جب وہ ستارہ چھپ گیا ابراہیم ؑ بولے کہ میں چھپنے والوں کو رب بنانا نہیں چاہتا اس لئے کہ رب تغیر و تبدل سے محفوظ ہے کہ یہ دونوں باتیں حادث کو لاحق ہوتی ہیں قدیم ان سے پاک ہے (جلالین)

۷۸۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اللہ کی ہدایت تو روزِ اول سے میرے شاملِ حال ہے اور اسی لئے میں توحید پر قائم ہوں * چاند کی عدمِ معبودیت پر اظہار * ستارہ پرستی کی طرح قمر پرستی بھی شرک اور جاہلی قوموں میں بہت عام رہی ہے اور اہلِ بابل بھی اس کا شکار تھے * انبیاء کرام اپنے کسی کمال کو اپنی جانب منسوب نہیں کرتے بلکہ اسے تمام تر عطیہ الٰہی سمجھتے اور کہتے ہیں اور خلیل اللہؑ کا یہ قول کہ تمام تر ان کی عبودیت اور کمالِ ادب کا مظہر ہے کہ اپنے کمال کی نسبت اپنی جانب ذرا نہیں کرتے بلکہ اللہ ہی کے فضل سے اسے منسوب کر دیتے ہیں۔ (بحوالہ تفسیر ماجدی)

۷۹۔ پھر جب صبح کو آب و تاب کے ساتھ چمکتا دمکتا سورج نکلا تو پھر اسی قوم سے آپ نے خطاب فرمایا کہ کیا یہ میرا رب ہے؟ یہ تو ان میں سب سے اور چاند تاروں سے بڑا بھی ہے پھر جب شام کو سورج بھی قلابازی کھاتا ہوا ڈوب گیا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ اے قوم والو گواہ رہنا کہ میں تمہارے شرک و کفر سے اور تمہارے ان معبودوں سے بری و بیزار ہوں، تھا اور رہوں گا۔ (اشرف التفاسیر)

معلوماتِ مزید: اَصْنَام: بت، مورت۔ ہر وہ چیز جس کو خدا کے سوا پوجا جائے صَنَم کی جمع ● جَنَّ: اس نے ڈھانپ لیا، اس نے چھپا لیا (نَصَرَ) جَنَّ سے جس کے معنی کسی چیز کو حواس سے چھپا جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اَفَلَ: وہ غائب ہو گیا۔ غروب ہو گیا (ضَرَبَ، نَصَرَ، سَمِعَ) اُفُوْلٌ سے جس کے معنی آفتاب ماہتاب وغیرہ ستاروں کے چھپنے اور غروب ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● بَازِغًا: درخشاں، روشن۔ بُزُوْغٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور چمکنے کے ہیں

● قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے مسالک الحنفاء میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں۔ قرآن کریم میں ہے "نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا" اس میں حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت یعقوبؑ کے آباء میں ذکر کیا گیا ہے باوجود یکہ آپ عم (چچا) ہیں حدیث شریف میں بھی حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو اب فرمایا چنانچہ ارشاد کیا "رُدُّوْا عَلَیَّ اَبِیْ" اور یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں (مفردات راغب، کبیر وغیرہ) (بحوالہ تفسیر حضرت صدر الافاضل برحاشیہ کنز الایمان)

● حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہیں تھا بلکہ تارخ تھا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آزر سے مراد صنم ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ، ماں کا نام مثانی، بیوی کا نام سارہ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ کا نام ہاجرہ تھا (ابن کثیر)

● امام رازی نے بھی صراحت کی ہے کہ آزر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا باپ نہ تھا * سیوطی نے لکھا ہے کہ ہم کو سندوں کے ساتھ یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ، مجاہد، ابن جریر اور سدی وغیرہ قائل تھے کہ آزر ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا * صحیح روایت میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ۔ رواہ البخاری۔ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد موحد گزرے ہیں کوئی مشرک نہیں ہوا اور آزر مشرک تھا اس لئے حضرت ابراہیمؑ کا چچا ہو سکتا ہے باپ نہیں ہو سکتا) سیوطیؒ نے حضرت آدمؑ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کو مسلم ثابت کرنے کے لئے متعدد رسائل لکھے ہیں۔ محمد بن اسحٰق، ضحاک اور کلبی کا بیان ہے کہ آزر ابراہیمؑ کے باپ کا نام تھا اسی کا نام تارخ بھی تھا جیسے اسرائیل و یعقوب دو نام ایک ہی شخص کے نام تھے مقاتل بن حیان نے ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب آزر اور نام تارخ قرار دیا ہے (تفسیر مظہری)

آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ۱۴۳

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَآجُّوٓنِّي فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۚ وَلَآ أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهٖٓ
إِلَّآ أَنْ يَّشَآءَ رَبِّي شَيْئًا ۗ وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۗ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَكَيْفَ
أَخَافُ مَآ أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ
سُلْطٰنًا ۚ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ ۚ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا
وَلَمْ يَلْبِسُوٓا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝

۱۴۳✱ اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا، آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، کیا تم پھر خیال نہیں کرتے ✱ میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، سو ان دو جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو ✱ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں (۶/۷۹ تا ۸۲✱ ت: ج)

۷۹۔ آسمان اور اس کی ساری کائنات اور زمین اور اس کی تمام موجودات اپنے وجود میں ایسی واجب الوجود ہستی کی محتاج ہیں جو ان کو عدم سے وجود میں لانے والی ہے۔ میں نے اسی کی طرف اپنا رخ پھیر لیا تمام مذاہب کو چھوڑ کر اسی کی اطاعت اختیار کر لی۔ (تفسیر مظہری)

۸۰۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) سے ان کی قوم نے ان کے مذہب کے بارے میں جھگڑا کیا اور ڈرایا کہ یہ بت تمہیں کوئی تکلیف پہنچا دیں گے اگر ان کی پرستش نہ کرو گے۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے واحد ہونے میں جھگڑا کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ مجھ کو اللہ نے توحید کا راستہ دکھلایا اور میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تمہارے بت مجھ کو کچھ ایذا پہنچا دیں کہ ان کو کچھ قدرت نہیں لیکن یہ کہ میرا رب مجھ کو کوئی مصیبت پہنچانی چاہے تو پہنچا سکتا ہے اللہ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے سو کیا تم اس کو یاد نہیں کرتے (بحوالہ جلالین)

۸۱۔ اگر تم صاحب علم و صاحب ایمان ہو تو فوراً بتلاؤ کہ سلامتی اور بے خوفی کا مستحق ہم دونوں میں سے کون سا فریق ہے اہل توحید یا اہل شرک ✱ غایت تواضع سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ ہم دونوں میں سے کون مستحق امن ہے بلکہ یہ فرمایا کہ اہل توحید و اہل شرک ان دو میں کون مستحق امن ہے ✱ ڈرنا مجھ کو چاہیئے یا تم کو؟ میں جو حاکم مطلق کی یکتائی کا قائل ہوں یا تم جو خدا کے بے دلیل بے سند معبودوں کی فوج گڑھ رکھی ہے؟ کسی ایک

بیان ابو (بحوالہ ماجدی)

ثابت کرتا ہے کہ مجھے ڈرا رہے ہو؟ میں جو توحید پر قائم ہوں تو میں ڈر جاؤں اور تم جو اعلیٰ علم ذوق شرک میں مبتلا ہو تو تمہیں خوف ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کو مانیں اس کی الوہیت کا اقرار کریں اور اس اقرار کے ساتھ شرکیہ کفریہ عقیدے کو مخلوط نہ کریں یقینی بات ہے کہ وہی لوگ آخرت میں امن و امان میں ہوں گے اور دنیا میں ہدایت پر۔ یا دنیا و آخرت میں عذاب الٰہی سے امن اور ابدی نجات کی ہدایت ان ہی کے لئے ہے۔ (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: وَجَّهْتُ: واحد متکلم ماضی معروف تَوْجِیْہٌ مصدر (تفعیل) میں نے اپنا منہ پھیر لیا، میں نے اپنی عبادت کا رخ کر دیا۔ ● وَجْهِيَ: اسم مفرد مضاف۔ ی ساکن ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ میرا اپنا رخ، اپنی عبادت کا رخ ● فَطَرَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف، مصدر فَطْرٌ اس نے نیست سے ہست کیا، وہ عدم سے وجود میں لایا، اس نے پیدا کیا۔ لغوی لحاظ سے فَطْرٌ کے مفہوم میں پھاڑنے کا معنی ضرور ہونا چاہیے کیونکہ لغت میں فطر کے معنی ہی پھاڑنا، عدم کے پردے کو پھاڑ کر وجود میں لانا یعنی پیدا کرنا اسی مناسبت سے اس کا مفہوم قرار پایا ● حَنِيفًا: ایک طرف ہونے والا، حَنَفٌ سے جس کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب باطل راہیں چھوڑے حنیف کہلاتا ہے ● حَاجَّهٗ: اس نے جھگڑا کیا حَاجَّ ماضی کا صیغہ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ● وَسِعَ: واحد مذکر غائب ماضی معروف وُسْعَةٌ مصدر (سمع) اس نے سما لیا یعنی اس کا علم یا اقتدار ہر چیز کو محیط ہے۔ اس کے علم نے ہر چیز کو اپنے اندر سما لیا ہے ● يَلْبِسُوْا: جمع مذکر غائب مضارع منفی مجزوم لَبْسٌ مصدر (ضرب) انہوں نے نہیں ملایا، مخلوط نہیں کیا، مشتبہ، مخلوط تاکہ وہ خلط ملط (گڈمڈ) کر دیں۔ (لغات القرآن)

- چہرے سے ہی انسان کی اصل شناخت ہوتی ہے * اہل توحید کے پاس دلائل ہوتے ہیں
- اہل حق کے پاس سچے اور حقیقی دلائل ہوتے ہیں۔ اہل باطل نے بھی اپنے دام تزویر میں لوگوں کو الجھائے رکھنے کے لئے کچھ باتیں اپنے شرکانہ عقیدوں کی بابت گھڑ رکھی ہیں اور ان بیچاروں کو اپنے زعم میں دلائل سمجھ بیٹھے ہیں۔
- اہل ایمان کے پاس توحید کے متعلق مکمل دلائل ہیں جب کہ مشرکین کے پاس اوہام باطلہ کے سوا کچھ نہیں ہے امن اور نجات کے مستحق واقعتاً اہل حق ہیں۔
- ظلم بمعنی شرک ہے۔ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے (۳۱/۱۳)

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ
عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ ۝ۙ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ۙ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ۙ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ
بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا
بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ اَسْــَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ
اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰي لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلہ میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں
بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے ٭ اور ہم نے عطا فرمائے انہیں اسحٰق اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے
ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داود اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور
ہارون کو (راہ راست دکھائی) اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو ٭ اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ
اور الیاس کو (یہ) سب صالحین میں سے تھے ٭ اور (ہدایت دی) اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے
فضیلت دی ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر ٭ اور ہدایت دی ان کے کچھ باپ داداوں اور ان کی اولاد اور ان کے
بھائیوں کو اور ہم نے چن لیا ان (سب) کو اور ہدایت دی ان (سب) کو راہ راست کی ٭ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے
رہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ (عمل)
جو وہ کیا کرتے تھے ٭ یہ وہ لوگ تھے ہم نے عطا کی تھی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت تو اگر انکار کریں اس کا یہ
(مکہ والے) تو ہم نے مقرر کر دیے ہیں اس کو ماننے کے لئے ایسے لوگ جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں ٭ یہی
وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے تو ان کے طریقے کی پیروی کرو۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے
سورہ انعام پارہ ۷
اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی اجرت۔ نہیں ہے وہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لئے۔ (۶/۸۴-۹۰ - ت بمن)

۸۴ - بیان درجات کا لفظ بالاضافہ اور بلا اضافہ دونوں طرح پڑھا گیا ہے جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے بات دونوں
طرح یکساں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اقوال میں حکیم ہے اور اپنے افعال میں علیم ہے یعنی جس کو چاہے ہدایت کرے اور
جس کو چاہے گمراہ کر دے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۸۵ - اور ہم نے ابراہیم کو اسحٰق بیٹا عطا کیا اور اسحٰق کا بیٹا یعقوب ہم نے ہر ایک کو ان میں سے راہ دکھلائی اور ابراہیم سے پہلے نوح کو

راہ دکھلائی اور نوح کی اولاد میں سے داؤد کو اور اس کے بیٹے سلیمان کو اور ایوب اور یعقوب کے بیٹے یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو راہ دکھلائی اور ہم نے جیسے ان پیغمبروں کو بدلہ دیا اسی طرح اچھے کام والوں کو بدلہ دیتے ہیں (جلالین)

۸۶۔ زکریاؑ بنی اسرائیل میں دو نبی گزرے ہیں ایک یحییٰؑ کے والد جو حضرت عیسیٰؑ کے عہد سے قریب تھے ایک زکریا عزیر اور حجیؑ کے بعد یرمیاہ کے عہد میں تھے مسیحؑ سے تخمیناً پانچ سو برس پیشتر جنھوں بخت نصر کے حادثہ کے بعد دوبارہ ہیکل کی تعمیر کی تھی یحییٰؑ زکریا کے بیٹے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کے ہمعصر تھے یہ انبیاء بنی اسرائیل کے خاتم ہیں الیاسؑ کو ایلیا بھی کہتے ہیں (حقانی)

۸۷۔ اسمٰعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ تھے۔ الیسعؑ کے والد اخطوب اور دادا عجوز تھے یونس بن متی اور لوط بن ہاران (حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے) ان میں سے ہر ایک کو ان کے زمانے والوں پر ہم نے برتری عطا کی۔ ان انبیاء کو ان کے تمام اہل زمانہ پر فضیلت حاصل تھی خواہ انسان ہوں یا جنات و ملائکہ (بحوالہ مظہری)

۸۸۔ اور کچھ ان کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو ہم نے فضیلت دی اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی (کنز الایمان)

۸۹۔ ہدایت اسی کو کہتے ہیں جسے رب دنیا چاہے کفار مکہ شرکیہ عقائد و اعمال کو ان انبیاء کی طرف نسبت کرتے ہیں کفار مکہ بڑے جھوٹے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام بد عقیدگیوں اور بد عملیوں سے بالکل محفوظ تھے سچے پکے مخلص موحد مومن تھے اگر وہ شرک کرتے تو ان کی ساری نیکیاں ضبط ہو جاتیں۔ (بحوالہ اشرف التفاسیر)

۹۰۔ گروہ صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاصرین مومنین مراد ہیں جو نہ رسول اللہؐ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور نہ انبیاء سابقین کے * ہم نے تو ان صالحین و ابرار کو کتاب اور حکمت اور نبوت سے سرفراز کیا اس پر بھی فسق پیشہ لوگ ان کے کمالات و فضائل سے انکار ہی کرتے رہے یعنی رسول اللہؐ کے زمانہ کے منکرین مکذبین (ماجدی)

۹۱۔ اقتداء سے مقصود صرف اخلاق فاضلہ اور صفات کمال میں ان جلیل القدر انبیاء کی موافقت کرنا ہے (حاشیہ کشاف) ہر وہ خوبی اور کمال جو دوسرے انبیاء میں متفرق طور پر پایا جاتا ہے حضور علیہ السلام ان تمام خوبیوں اور کمالات کے جامع ہیں اسی وجہ سے سب سے افضل و اکمل ہیں (روح المعانی) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم فرمایا کہ آپ اعلان کر دیجیے کہ اسلام میرا مقصد حیات ہے اس کے ذریعے دولت جمع نہیں کرنا چاہتا بلکہ میرا مدعا فقط اتنا ہے کہ تم گمراہی کی دلدل سے نکل کر شاہراہ ہدایت پر آجاؤ۔ قرآن مجید ایک آفاقی دعوت رشد اور ایک عالمی پیغام ہدایت ہے (بحوالہ ضیاء القرآن)

مفہومات نمبر ۸ : حُجَّتُنَا : ہماری دلیل حُجَّةٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ● دَرَجٰتٍ : درجے، دَرَجَةٌ کی جمع ● اِجْتَبَيْنٰهُمْ : ہم نے ان کو پسند کیا۔ هُمْ ضمیر جمع متکلم ● حَبِطَ : وہ اکارت ہوا، وہ ضائع ہوا وہ نابود ہوا وہ مٹ گیا (سمع) حَبْطٌ سے جس کے معنی کام کے اکارت ہونے اور ضائع ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اِقْتَدِهْ : تو اس کی پیروی کر۔ اس کی اقتداء کر۔ اِقْتِدَاءٌ (افتعال) سے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مؤنث غائب (بحوالہ لغات القرآن)

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ
اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ
تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ
ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ
بَیْنَ یَدَیْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ
بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝

اور ان لوگوں (یہود) نے اللہ کی جیسی قدر کرنا واجب تھی ویسی قدر نہ کی جب کہ یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ آپ کہیے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے جس کو موسیٰ لائے تھے جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لئے وہ ہدایت ہے جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جن کو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے پھر ان کو ان کے خرافات میں کھیلتے رہنے دیجئے *
اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈرائیں اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔
(ج: ت * ۹۲ تا ۹۱/ ۶) سورۃ الانعام 92.93 ??

رد۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ جب انہوں نے رسول کی تکذیب کی تو خدا کا حق تعظیم ادا نہیں کیا۔ عبداللہ بن کثیر کہتے ہیں کہ یہ آیت قریش کے حق میں نازل ہوئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہود کے بارے میں ہے یا یہ کہ انہی کے ایک شخص فنحاص یا مالک بن صیف کے بارے میں۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ انہوں نے اللہ کی قدر جیسا کہ چاہیے نہیں پہچانا یعنی کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہہ دو کہ کس نے کتاب اتاری تھی موسیٰ پر جو لوگوں پر نور اور ہدایت ثابت ہوئی۔ موسیٰ (علیہ السلام) کی پیش کی ہوئی کتاب توریت کس کی نازل کی ہوئی۔ تم سب جانتے ہو کہ موسیٰ بن عمران کی کتاب خدا کی نازل کردہ تھی جس سے لوگ کشف مشکلات میں روشنی پاتے تھے اور شبہات کی تاریکیوں میں سیدھی راہ ڈھونڈتے تھے۔ پھر فرمایا کہ تم توریت کو ورق ورق بنا کر لکھتے ہو لیکن اس میں لکھتے ہوئے تحریف و تبدیل بھی اپنی طرف سے کرتے جاتے ہو اور کہتے یہ ہو کہ یہ بھی خدا ہی کی آیت ہے اسی لئے فرمایا کہ کچھ تو حقیقی آیتوں کو ظاہر کر دیتے ہو اور اکثر کو چھپا دیتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول کہ تم نے وہ کچھ جان لیا جس کو نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے اسلاف یعنی کس نے اتارا اس قرآن کو جس میں تمہاری ہماری گزشتہ خبریں تھیں اور ہونے والی باتوں کی پیشین گوئی کر دی

حسن کرتے تم جانتے تھے نہ تمہارے باپ دادا۔ قول باری تعالیٰ ہے کہ الغنی ضلالت وجہل میں بھٹکنے دو
حتیٰ کہ موت کے سبب ان کو یقین کی آنکھیں کھل جائیں اور آخر کار وہ خدا کو جان لیں (تفسیر ابن کثیر)

۹۲۔ یہ قرآن کثیر المنافع ہے اس سے پہلے جو توریت (اللہ کی کتاب نازل ہو چکی) تھی اس کی تصدیق
کرتا ہے۔ قرآن پاک اس لئے نازل فرمایا گیا ہے تاکہ تم اس سے نفع اٹھاؤ اور تمام انسانوں کو
ڈراؤ۔ ام القریٰ یعنی مکہ۔ مَنْ حَوْلَهَا سے مراد مغرب مشرق جنوب و شمال غرض سارے اطراف کے
رہنے والے۔ مکہ کو ام القریٰ کہنے کا سبب یہ ہے کہ اسی جگہ سے ساری زمین پھیلائی گئی تھی یا یہ وجہ ہے کہ
دنیا کی تمام بستیوں کے باشندوں کا یہ قبلہ اور مقام حج ہے۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ
اس (قرآن و صاحب قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں اور وہی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ کیونکہ آخرت
کو یقینی چیز سمجھنے والا اور اس پر ایمان رکھنے والا انجام سے ڈرتا رہتا ہے اور یہ ڈر ہی اس کو غور
و فکر میں منہمک رکھتا ہے نتیجہ میں وہ پیغمبر پر ایمان رکھتا ہے اور قرآن پر بھی اور تمام طاعتوں کی
بھی پابندی کرتا ہے۔ تمام طاعات میں صرف نماز کا خصوصیت سے ذکر اس وجہ سے کیا کہ نماز دین کا ستون ہے
آیت میں در پردہ یہ بات بتایا ہے کہ یہودی جو قرآن اور صاحب قرآن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان نہیں رکھتے حقیقت میں یہ آخرت کو مانتے ہیں نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی کتاب کو
ورنہ قرآن اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا ایمان ضرور ہوتا کیوں کہ قرآن توریت اور
قیامت میں سے ہر ایک پر ایمان دوسرے پر ایمان رکھنے کو مستلزم ہے تینوں میں باہم تلازم ہے
کیوں کہ ایک پر ایمان ہو اور دوسرے پر نہ ہو ایسا ہو نہیں سکتا۔ (تفسیر مظہری)

مفردات مزید: قَدَرُوا (ما قدروا): جمع مذکر غائب ماضی معروف منفی۔ انہوں نے تعظیم نہیں کی، انہوں نے نہیں
پہچانا (خازن) ● بَشَرٌ: آدمی، انسان، اصل میں بَشَرَةٌ کھال کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں اور اُدْمَةٌ
باطنی سطح کو۔ تمام ادباء کا یہی قول ہے مگر ابوزید نے اس کے برعکس کہا ہے چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے
اس کی تردید کی ہے بَشَرَةٌ کی جمع بَشَرٌ اور أَبْشَارٌ آتی ہے انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور
حیوانوں میں تو کسی کی کھال اون سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے مگر انسان کی کھال سب
حیوانات کے برخلاف کھلی ہوتی ہے لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کے لئے یکساں طور پر ہوتا ہے
باب تثنیہ میں بشرین آتا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو بشر کے لفظ سے تعبیر
کیا۔ جب انبیاء پر زبان طعن دراز کی تو اسی وصف بشریت کو نشانہ بنایا قرآن مجید نے
جواب میں اس حقیقت کو قائم رکھا کہ بلا شبہ بشریت میں سب برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے
معارف جلیلہ اور اعمال جمیلہ کے ذریعہ امتیاز و اختصاص فرما کر سرفراز فرماتا ہے۔ (لغات القرآن)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ
قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ ط وَلَوْ تَرٰى
إِذِ الظّٰلِمُونَ فِي غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا أَيْدِيهِمْ ج أَخْرِجُوٓا أَنْفُسَكُمْ ط
اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ
تَسْتَكْبِرُونَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرٰدٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ
وَرَآءَ ظُهُورِكُمْ ج وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكٰٓؤُا ط لَقَدْ
تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی
اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اتارا اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں
میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا
بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے * اور بے شک تم ہمارے
پاس اکیلے آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال و متاع
ہم نے تمہیں دیا تھا اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کا تم اپنے
(انعام، پارہ ۷)
میں ساجھا بتاتے تھے بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی اور تم سے گئے جو دعوے کرتے تھے (۶/۹۳، ۹۴) *ت:ک

۹۳۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنے والے سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا کہ وہ اس کے لئے
شرکاء قرار دیتا ہے یا اس کے اولاد قرار دیتا ہے یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو رسول بنا کر
بھیجا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے نہیں بھیجا اور اسی لئے فرمایا کہ "وہ کہتا ہے کہ مجھ پر بھی وحی بھیجی گئی ہے
حالانکہ نہیں بھیجی گئی"۔ عکرمہ اور قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے بارے میں اتری ہے اور
اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو کہتا ہے کہ میں بھی ایسا قرآن نازل کر سکتا ہوں جیسا کہ اللہ نے نازل کیا یعنی
اللہ تعالیٰ کی وحی کے ساتھ معارضہ کرتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ جب ان کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو
کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا لیکن اگر ہم چاہیں تو ایسا ہی ہم بھی کر سکتے ہیں۔ آیت زیر ذکر میں ارشاد ہے کہ
کاش تم ان ظالموں کو سکرات و کربات موت کے عالم میں دیکھتے جب کہ ملائکہ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھا رہے
ہوں گے تاکہ ان کے جسموں سے ان کی روحوں کو نکالیں۔ وہ فرشتے ان کافروں سے کہیں گے کہ اپنی روحوں
کو باہر نکالو کافروں کا جب وقت مرگ قریب آتا تو ملائکہ ان کو خبر دیتے تھے عذاب و نکال کی
بیڑیوں، دوزخ و جحیم کی اور غضب رحمٰن کی تو ان کی روح ان کے جسم میں حیران و سرگرداں ہو جائے گی
نکلنے سے انکار کرے گی تو ملائکہ ان کو مارنے لگیں گے حتیٰ کہ روحیں نکل جائیں گی۔ ملائکہ کہیں گے کہ اپنی روحیں

نکال پھینکو آج تمہیں سزا ذلیل عذاب دیا جائے گا۔ اس جرم میں کہ تم خدا پر بہتان باندھا کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر) دو۔ مرنے کے بعد یا قیامت کے دن حساب کتاب اور جزا و سزا کے لئے تم اکیلے اکیلے ہمارے پاس آؤ گے یعنی نہ مال نہ اولاد نہ دوست احباب۔ اور یا تو یہ کہ وہ دنیوی چیزیں جن کو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا یا اکیلے آنے سے یہ مراد ہے کہ وہ صنم جن کو اپنے خیال میں تم نے اپنا سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ تمہارے ساتھ نہ ہوں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے اس قول کی خبر دی ہے جو مرنے کے وقت یا قیامت کے دن فرشتے کافروں سے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ایسے اکیلے آئے جیسے پہلی مرتبہ ہم نے تم کو (اکیلا) پیدا کیا تھا" اور مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح تم کو برہنہ اور غیر مختون حالت میں پیدا کیا گیا تھا اسی حالت سے تم ہمارے پاس آ گئے ہو۔ اور جو کچھ مال، اولاد، خدام اور جاہ و حشم ہم نے تم کو عطا کیا تھا وہ اپنے پیچھے چھوڑ آئے اور ذرہ برابر ساتھ نہیں لائے۔ آیت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس نامرادی کی حالت میں روزِ پیدائش کی طرح خالی ہاتھ آ گئے دنیا اصل سرمایہ یعنی عمر برباد کر چکے اور ہمارا دیا ہوا سارا مال و منال دنیا میں چھوڑ چکے کچھ بھی آخرت کے لئے نہیں بھیجا اور ہم تو تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کی نسبت تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ تمہارے معاملہ میں اللہ کے شریک ہیں۔ شریک ہونے سے مراد ربوبیت اور استحقاق عبادت میں شریک ہونا یعنی اصنام۔ واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہو گیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گزرا ہو گیا۔ یعنی ٹوٹ گیا وہ تعلق جو تمہارے درمیان تھا مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ سے مراد ہے اصنام کے شفیع ہونے کا گمان اور یوم آخرت نہ ہونے کا خیال۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

مفردات مزید: اِفْتَرٰی : اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا، اِفْتِرَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اُوْحِیَ : وحی کی گئی۔ حکم بھیجا گیا۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ● اِلَیَّ : میری طرف، مجھ تک، اِلٰی حرف جار، ی ضمیر واحد متکلم مجرور ● غَمَرٰتِ الْمَوْتِ : جمع غَمْرَۃٌ واحد، حالت جو، موت کی سختیاں جو سارے اعضاء پر چھا جائیں ● بَاسِطُوْٓا : کھولنے والے، بڑھانے والے بَاسِطٌ کی جمع۔ اصل میں بَاسِطُوْنَ تھا اَیْدِیْھِمْ کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن ساقط ہو گیا ● الْھُوْنِ : اسم۔ ذلت، رسوائی، خواری ● تَسْتَكْبِرُوْنَ : تم گھمنڈ کرتے ہو، تم تکبر کرتے ہو۔ اِسْتِكْبَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● جِئْتُمُوْنَا : تم ہمارے پاس آ پہنچے اس میں و اشباع کا، نا ضمیر جمع متکلم ہے ● فُرَادٰی : جمع غیر قیاسی فَرْدٌ واحد۔ اکیلے اکیلے، ایک ایک۔ عربی محاورہ ہے جَاءُوْا فُرَادٰی وہ اکیلے اکیلے آئے ● مَرَّۃً : ایک بار ● خَوَّلْنٰكُمْ : ہم نے تم کو عطا کیا، ہم نے تم کو دیا۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ● زَعَمْتُمْ : تم نے سمجھا تھا، تم نے سمجھا، تم نے دعویٰ کیا زَعْمٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● تَقَطَّعَ : کٹ گیا، ٹوٹ گیا، جدا ہو گیا، پارہ پارہ ہو گیا، ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (مفردات القرآن)

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰىؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّؕ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ فَالِقُ الْإِصْبَاحِۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ حُسْبَانًاؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ○ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ
لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

بے شک اللہ تعالیٰ ہی پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو، نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے، یہ ہے اللہ پس کدھر تم بہکے چلے جا رہے ہو * وہ نکالنے والا ہے صبح کو (رات کی تاریکی سے) اور بنایا ہے اس نے رات کو آرام کے لئے اور (بنایا ہے) سورج اور چاند کو حساب کے لئے، یہ اندازہ ہے (مقرر کیا ہوا) سب سے زبردست سب کچھ جاننے والے کا * اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لئے ستاروں کو تاکہ سیدھی راہ معلوم کرسکو ان سے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں، بے شک ہم نے کھول کر بیان کر دیے ہیں دلائل ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔ (۶/ ۹۶ تا ۹۸ * ت: مں)

انعام پارہ ۷
۹۵ تا ۹۷

۹۶۔ اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ زمین میں پڑے ہوئے دانے کو وہ اوپر لاکر چیر دیتا ہے اور اس میں سے مختلف نوع کی سبزیاں اور روئیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کے رنگ الگ، شکلیں الگ اور ذائقے الگ۔ وہ ایک بے جان چیز کے اندر سے ایک جاندار چیز یعنی نباتات پیدا کرتا ہے اور جانداروں کے اندر سے بے جان چیز نکالتا ہے جیسے بیج اور حبوب کہ بے جان چیزیں ہیں جو جانداروں میں سے نکل کر پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا سمجھنے کے لئے یہی ایک نکتہ ہے کہ زمین ہوتی ہے خشک اور مردہ لیکن پانی برسا کر ہم اسے پھر زندہ کر دیتے ہیں اور اس سے اناج اور غلہ پیدا کرتے ہیں جسے تم کھاتے ہو۔ کوئی کہتا ہے کہ بے جان انڈے سے جاندار مرغی کا پیدا کرنا مراد ہے یا اس کا عکس۔ کوئی مراد لیتا ہے کہ فاجر سے ولد صالح اور مرد صالح سے ولد فاجر مراد ہے کیونکہ نیک بمنزلہ زندہ کے ہے اور بد بمنزلہ مردہ کے۔ اس کے سوا اور بہت سے امور مراد ہو سکتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ ان سب کا فاعل اللہ وحدہ لا شریک ہے تو پھر تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو، حق سے منہ موڑتے ہو وغیرہ (تفسیر ابن کثیر)

۹۷۔ اللہ تعالیٰ ظلمت شب یا دن کی روشنی سے عمود صبح کو چیر کر نکالنے والا ہے یا ظلمت صبح سے عمود صبح کو برآمد کرنے والا ہے۔ ظلمت صبح سے مراد وہ تاریکی جو صبح سے متصل ہوتی ہے۔ رات تو سب اکثر حیوان دن بھر کی معاش جد و جہد سے تھک کر رات کو اپنی نیند سے سکون پاتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ ایک عارف رات بھر حق کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔

جس سے انسان کو وحشت ہوتی ہے رات کو تنہائی میں اپنے خالق سے انس پیدا ہوتا ہے۔ بعض علماء نے حسبان کو حساب کی جمع کہا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ نے چاند سورج کی رفتار کو حساب اوقات کی علامت بنایا ہے۔ وہ غالب ہے چاند و سورج اس کے تابع فرمان ہیں وہ علیم ہے چاند سورج کا نظام اس کے نافع ترین حکمتوں سے بخوبی واقف ہے (تفسیر مظہری)

۹۸۔ سمجھو کہ ہم ایسے رحیم و قادر ہیں کہ ہم نے تمہارے فائدے کے لئے آسمانوں میں تارے روشن کئے جن کے ذریعہ تم رات کی اندھیریوں میں خشکی و دریا میں راستہ بھی معلوم کر لیتے ہو اور وقت بھی کہ مشرق مغرب ادھر ہے جنوب و شمال اس طرف ہم کو کس سمت چلنا چاہئے اور یہ کہ اب رات اتنی گزر گئی اتنی باقی ہے گویا تارے تمہارے لئے زمین و زمان سب کچھ معلوم کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہیں ہم نے اپنی قدرت و رحمت کی آیات تفصیل وار بتا دیں تاکہ علم والے لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں۔ (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید: فَالِقُ: اسم فاعل واحد مذکر۔ فَلْقٌ مصدر، پھاڑنے والا، بیج اور گٹھلی کو پھاڑ کر سبزہ نکالنے والا، تاریکی کو پھاڑ کر صبح نکالنے والا ● حَبّ: دانہ، غلہ، اناج، گندم و جو وغیرہ اناج کے دانہ کو حَبّ اور حَبَّةٌ کہتے ہیں حبوب جمع ● اَلنَّوٰی: جمع۔ النَّوَاۃ واحد۔ کھجور کی گٹھلیاں۔ نَوٰی (اسم مفرد) وہ سمت جدھر کو رخ ہو۔ دوری، جدائی۔ نَوًی (اصل میں نَوَیٌ) تھا جیسے نِیَّۃٌ قریبی نیتہ ارادہ دوری کی حاجت سفر، وہ سمت جدھر مسافر کا رخ ہو نَوِیَّۃٌ بمعنی ارادہ، مشقت کے قصد کرنے والا آدمی۔ ناوی موٹا اونٹ ● حَیّ: وہ زندہ رہا، وہ جیا (سَمِعَ) حَیَاۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب حَیِیَ اصل میں حَیِیَ تھا یا کا یا میں ادغام ہو گیا ● اَلْمَیِّتِ: اسم صفت معرفہ منصوب و مجرور موت مادہ، مرا ہوا، بے جان ● تُؤْفَکُوْنَ: تم بہکائے جاتے ہو، تم پھیرے جاتے ہو۔ اَفْکٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنے اصل رخ سے پھیرنے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف اور قول میں راستی سے دروغ بیانی کی طرف اور عمل میں نیکوکاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے ● سَکَنٌ: تسکین، آرام، رحمت، برکت، جس سے سکون حاصل ہو، بسنے کی جگہ سکون سے اسم ہے ● حُسْبَانٌ: حساب، شمار، حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے ● اَلنُّجُوْمُ: جمع مکسر۔ النجم واحد، ستارے ● بَرّ: خشکی، زمین، خشکی، بَحْرٌ کی ضد ہے ● بَحْر: دریا، سمندر۔ بحر اصل میں وسیع مقام کا نام ہے جہاں بہت کثرت سے پانی ہو اور اسی اعتبار سے سمندر کو بحر کہتے ہیں (لغات القرآن)

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ
كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ
مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ الی
مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا
لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

اور وہی تو ہے جس نے تم (انسانوں) کو پیدا کیا ایک ہی شخص سے، پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی لادگی اور ایک جگہ چند روز رہنے کی ہے بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کر بیان کر دیے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں ✲ اور وہ وہی تو ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی روئیدگی کو نکالا پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ ہم اس سے اوپر تلے چڑھے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گابھوں سے خوشے (نکلتے ہیں) نیچے کو لٹکے ہوئے اور (ہم نے) باغ انگور اور زیتون اور انار کے (پیدا کئے) باہم مشابہ اور غیر مشابہ اس کے پھل کو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور اس کے پکنے کو (دیکھو) بے شک ان میں بہت سی دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان کی طلب رکھتے ہیں ✲ اور ان لوگوں نے اللہ کا شریک خبائث کو قرار دے دیا ہے درانحالیکہ اس نے انھیں پیدا کیا ہے اور لوگوں نے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں محض بے سند تراش رکھی ہیں پاک اور برتر ہے وہ اس سے جو کچھ یہ (اس کے بارے میں) بیان کرتے ہیں۔

الانعام پارہ ۷ (۶/۹۸ تا ۱۰۰ ✲ ت: م)

۹۸- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی نے تم کو ایک روح یعنی آدم (علیہ السلام) سے پیدا کیا جیسا کہ فرمایا اے لوگو! اس خدا سے ڈرو جس نے آدم کو بنایا اور اس سے اس کی بیوی کو اور پھر ان دونوں سے بے انتہا مرد اور عورتیں پیدا کیں۔ اور فرمایا کہ پھر تم قرار پذیر ہوتے ہو لیکن تمہیں یہاں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ اس جملہ کے معنی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ کہتے ہیں کہ مستقر سے مراد رحم مادر ہے اور مستودع سے مراد پشت پدر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مستقر سے مراد قرارگاہ دنیا اور مستودع سے مراد آخرت بعد از موت۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ "استقرار فی الارض" اور "ودیعت بعد مرگ" مراد ہے۔ حسن بصری کہتے ہیں کہ مرنے پر جو عمل رک گئے یہ مستقر ہے اور مستودع دار آخرت ہے۔ لیکن قول اول زیادہ درست ہے۔ ہم سمجھنے والوں کے لئے بات کو کس قدر واضح کرکے بیان کرتے ہیں۔ (ابن کثیر)

۹۹ - اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا پھر پانی سے ہر طرح کی نباتات کو باہر نکالا ۔ (ہر قسم کے دانے
اور گٹھلی کے اندر سے) گویا ہر قسم کے پانی سے ہر طرح کی سبزی کو سینچا جاتا ہے مثلاً کسان بیج ایک دوسرے
سے ہٹ ہٹ کر (چھڑک کر)۔ پھر اس (سبزے یا پانی) سے سبز شاخ نکالی۔ تخم سے پھوٹ کر ایک سبزی نکلتی
ہے پھر اس سبزی کی شاخوں سے سبز خوشے پیدا ہوتے ہیں۔ پھر بالیں دانوں سے بھری ہوئی پیدا ہوتی ہیں۔
اور کھجور کے درختوں سے خوشے نکلتے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں۔ آپس میں ایک گچھا دوسرے سے
قریب ہوتا ہے اور (پانی سے پیدا کئے) انگوروں کے باغ اور زیتون و انار کے درخت جو آپس میں ملتے
جلتے بھی ہوتے ہیں اور ملتے جلتے نہیں بھی ہوتے ہیں یعنی شکل، مقدار، ذائقہ اور فوائد میں کوئی کسی
سے ملتا جلتا ہوتا ہے اور کوئی ملتا جلتا نہیں ہوتا۔ اے لوگو نگاہ بصیرت سے دیکھو ہر ایک پھل کو
جب وہ پھلتا ہے یعنی پیدا ہوتا ہے تو کیسا چھوٹا اور بے کار ہوتا ہے پھر پک کر کیسا بڑا اور
لذیذ ہو جاتا ہے ان تمام میں ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیاں ہیں اس لئے ہیں کہ
وہ ہی ان سے توحید پر استدلال کرتے ہیں (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۰۰ - مشرکین و کفار جنات جیسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی اس کا ہمسر مانتے ہیں۔ انہوں نے جنوں کو
رب کا شریک مان کر ان کی پرستش شروع کر دی۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جنات کا خالق ہے
جنات اس کی مخلوق اور مخلوق خالق کی شریک کیسے ہو سکتی ہے یا ان کفار کا خالق رب ہے نہ
کہ جنات پھر جنات ان کی عبادت کے مستحق کیسے ہو گئے۔ ان کی دوسری حماقت دیکھو انہوں نے
اللہ کے لئے بیٹے بیٹیاں مانیں یہ نہ سمجھا کہ بیٹے بیٹیاں اپنے باپ کی ہم جنس ہوتی ہیں۔
مخلوق خالق کی ہم جنس کیسے ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھڑے ہوئے عیوب سے پاک و برتر ہے
یہ فرمان کفار کی تردید کے لئے ہے کہ بدنصیبو تم تو اس کے لئے اولاد، لڑائی وغیرہ مانتے ہو جب کہ
اس کی صفت یہ ہے کہ وہ اس قسم کے تمام عیوب سے پاک ہے (بحوالہ اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: مُسْتَقَرٌّ : ظرف مکان، قرار ہو، بروزن اسم مفعول۔ استقرار۔ مصدر بمعنی
قرار۔ باب استفعال، قرارگاہ، ٹھہرنے کی جگہ ● مُسْتَوْدَعٌ : ظرف مکان بروزن
اسم مفعول۔ اِسْتِیْدَاعٌ مصدر باب استفعال امانت رکھنے کی جگہ ● نَبَاتٌ : اسم
منصوب مضاف۔ گھاس۔ سبزیاں۔ زمین کی پیداوار۔ روئیدگی۔ زمین سے پیدا کرنا ●
اَلنَّخْلُ : اسم جنس معرفہ مجرور۔ کھجور کے درخت ● قِنْوَانٌ : جمع، قِنْوٌ مفرد۔ قِنْوَانِ
تثنیہ، کھجوروں کے گچھے ● اَعْنَابٌ : انگور، عِنَبٌ کی جمع جس کے معنی انگور کے ہیں ●
زَیْتُوْنَ : زیتون ایک مشہور درخت کا نام ہے ● رُمَّانٌ : انار رُمَّانَۃٌ مونث (لغات القرآن)

بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ
كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ
شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ○ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَهُوَ يُدْرِكُ
الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے ، اللہ تعالیٰ کے اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے * یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب! اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ، تو تم اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے * اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے ۔

انعام پارہ ۷ (ت : ج * ۶/ ۱۰۱ تا ۱۰۳)

۱۰۱ ۔ وہ زمین و آسمان کا موجد ہے خالق کل ہے کوئی مثال زمین و آسمان کی اس کے سامنے نہیں تھی ۔ اس کا بیٹا کیسے ہوتا اس کے تو بیوی ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے مناسب اور مشابہ تو کوئی چیز ہی نہیں جیسا کہ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں رحمٰن نے اپنا ایک بیٹا بنا لیا ہے یہ بڑی جھوٹ بات ہے اس نے ہر شے پیدا کی پھر اس کی مخلوق اس کی بیوی کیسے ہوتی اس کی کوئی نظیر نہیں پھر اس کا بیٹا اس کی نظیر بن کر کیسے آ سکتا ہے خدا کی ذات اس سے پاک ہے
(بحوالہ ابن کثیر)

● آیت سے بوجوہ ذیل نفی ولدیت ثابت ہو رہی ہے ۔ (۱) آسمان و زمین اللہ کی بے مثال تخلیق ہے یہ اگرچہ دوسری مخلوق کے ساتھ جنسیت میں شریک ہیں جس کی وجہ سے والدیت کی صفت ان میں آ سکتی ہے لیکن چونکہ یہ طویل استعداد ہیں ایک طویل مدت سے ایک حالت پر قائم ہیں اس لئے والدیت سے بے نیاز ہیں (ان کو اولاد کی ضرورت نہیں) اولاد کی ضرورت اس کو ہوتی ہے جو محدود و مختصر مدت حیات رکھتا ہو پھر کسی ان کی مدت بقا کسی وقت ختم ہوتی ہو ان کی ہستی دوامی نہیں اور اللہ کی ہستی قدیم لازوال غیر فانی ہے ایسی حالت میں تو اس کا اولاد سے بے نیاز ہونا بالکل ہی ضروری ہے (۲) ..... اللہ تمام (چھوٹے) بڑے اجسام کا خالق ہے اور خالق اجسام خود جسم نہیں ہو سکتا اور والدیت جسم کی خصوصیت ہے ۔ (۳) .... اولاد دو ہم جنس منفوں کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے اس کے لئے نر و مادہ (جو ہم جنس بھی ہوں) کی ضرورت ہے اور اللہ کا کوئی ہم جنس نہیں (اللہ کے سوا نہ کوئی قدیم ہے نہ واجب نہ غیر مخلوق) ۔ (۴) ..... بچہ باپ کا کفو اور مثل ہوتا ہے لیکن اللہ کے علاوہ ہر چیز مخلوق ہے اس لئے کوئی بھی اس کا کفو نہیں ۔ (۵) ..... اللہ ہر چیز کا عالم ہے (تفسیر مظہری)

۱۰۲ ۔ کارخانہ ہستی کے نظام ربوبیت سے خدائے واحد و معبود حقیقی کی ہستی پر استدلال فرمایا گیا ہے ۔ (بحوالہ ترجمان)

● وہ واجب الوجود ہے سب کا سلسلہ احتیاج اسی کی طرف تمام ہوتا ہے وہی سب کا محافظ و حاجت روا ہے (تفسیر عثمانی)

۱۰۳۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی چار صفتوں کا ذکر ہوا اول میں دو صفتیں گویا دعویٰ ہیں اور آخر کی دو صفتیں اس دعوے کی دلیل اور اس کا ثبوت ہیں چنانچہ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ وہ شان والا ہے کہ کوئی آنکھ کا کوئی نور کسی وقت کسی حد تک بھی اس کا ادراک اس کا احاطہ نہیں کر سکتا وہ کسی نظر کے گھیرے میں نہیں آ سکتا یا دنیا میں کوئی نظر اسے دیکھ نہیں سکتی۔ محبوب نے معراج میں دیکھا تو وہ نظر اور تھی وہ عالم دوسرا تھا یا آخرت میں اسے ساری نظریں دیکھ نہیں سکیں گی صرف مومنوں کو دیدار ہوگا کفار اس سے محروم رہیں گے اس کی دوسری شان یہ ہے کہ وہ نظریں تمام تر اس کے گھیرے میں ہیں کسی نے آج تک نظر کو نہیں دیکھا مگر رب کی شان یہ ہے کہ وہ سب کی نظر کو دیکھ رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لطیف ہے باطن ہے خفی الذات ہے باطن کسی کو نظر نہیں آ سکتا اس کے ساتھ ہی وہ خبیر والا ہے سب کی خبر رکھتا ہے سب کو دیکھتا ہے لہٰذا وہ دیکھتا ہے دیکھا جاتا نہیں * خیال رہے کہ تمام اسلامی فرقے اس پر متفق ہیں کہ قیامت میں مومنوں کو دیدار الٰہی ہوگا بلکہ جنت میں دیدار ہوا کرے گا۔ اس پر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور عقلی دلائل گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ بعض چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے (۷۵/۲۳) بے شک وہ (کفار) اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (۸۳/۱۵) بھلائی والوں کے لئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد (۱۰/۲۶) زیادہ سے آیت میں دیدار الٰہی مراد ہے * بخاری، مسلم اور ابوداؤد، ترمذی نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی کہ کچھ لوگوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے فرمایا کیا تم چودہویں رات میں جبکہ آسمان صاف ہو چاند کے دیکھنے میں کچھ شک و شبہ کرتے ہو عرض کیا نہیں فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کو قیامت میں بلا شک و شبہ ظاہر ظہور دیکھو گے * حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خدایا تو مجھے اپنا جمال دکھا دے میں تجھے دیکھوں گا (۷/۱۴۳) ۱۴۳ انظر الیک
حق یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات عرش سے اوپر قاب قوسین میں پہنچ کر بچشم سر رب تعالیٰ کا دیدار فرمایا۔ قرآن فرماتا ہے "دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا" (۵۳/۱۱) آنکھ نے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک نے اس کی تصدیق کی جو چشم مبارک نے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔ (بحوالہ حاشیہ کنزالایمان)

مفردات مزید: بَدِیْعُ: موجد۔ نیا نکالنے والا۔ نئی طرح بنانے والا۔ پیدا کرنے والا۔ بدیع السمٰوٰت والارض اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے بَدِیْعٌ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مُبْدِعٌ ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں مثال نہ ہو بغیر کسی آلہ اور اوزار کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداع ہے ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوتا تو بغیر کسی آلہ، مادہ، زمانہ اور مکان کے کسی شے کے ایجاد کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔ (لغات القرآن)

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ
وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ
وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ○ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ
عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ○

(لوگو!) تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بینائی تو آ چکی (یعنی وہ دلیلیں جن سے دل کی آنکھیں کھلیں) پھر جو کوئی دیکھے تو اپنے بھلے کو، اور جو کوئی اندھا بن جائے تو اپنے برے کو (آپ کہہ دیجئے کہ) اور میں تم پر محافظ نہیں ہوں * اور اسی طرح بدل بدل کر ہم آیتیں بیان کرتے ہیں (تاکہ ان پر حجت ہو) اور تاکہ وہ کہیں کہ آپ نے پڑھ کر سنا دیا اور تاکہ ہم ان کو اہل علم کے لئے واضح کر دیں * (اے نبی!) آپ اس پر چلیں جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے وحی کیا گیا ہے۔ بجز اس کے (اور) کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے اعراض کریں * اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے اور ہم نے آپ کو (ت ب ج) (ک ر ق) ان پر محافظ مقرر نہیں کیا ہے اور نہ آپ ان کے جواب دہ ہیں (۶/انعام: ۱۰۴-۱۰۷) *

پ انعام

۱۰۴۔ بصائر: کھلی ہوئی دلیلیں جن سے گمراہی و ہدایت اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والی بصیرت حاصل ہو جائے۔ بصیرت: نفس کی بینائی۔ بصر: جسمانی آنکھ کی بینائی۔ یعنی جو دلیل سے کام لے کر حق کو دیکھے گا وہ اس پر ایمان لائے گا تو اس کا فائدہ خود اسی کو پہنچے گا اور جو حق کی طرف سے اندھا ہو جائے گا دلائل سے روگرداں ہو کر گم گشتہ راہ بن جائے گا تو اس کا برا انجام اسی کو بھگتنا ہوگا۔ (آپ کہہ دیجئے کہ) میں تمہارا نگران نہیں ہوں یعنی میں تمہارے اعمال کا نگران نہیں نہ سزا جزا دینے والا ہوں میں تو صرف بشیر و نذیر ہوں حفیظ تو اللہ ہے۔ جملہ مذکورہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا ہے گویا یوں فرمایا آپ کہہ دیجئے کہ دلائل واضحہ آ گئیں۔ دلائل کی روشنی میں راہ حق دیکھنا نہ دیکھنا تمہارا کام ہے نفع و نقصان تمہارا اپنا ہے میں تمہارے اعمال کی سزا و جزا دینے والا نہیں میرا کام تو صرف ڈرانا اور بشارت دینا ہے (تفسیر مظہری)

۱۰۵۔ پھیر پھیر کر یعنی کھول کر بیان کرنا جس سے مراد وقتاً فوقتاً بیان کرنا۔ یہ دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ بار بار مختلف عنوانات سے بیان کرنے میں جو مضمون دلنشین ہوتا ہے ایک بار کہنے میں نہیں اس میں بندوں پر کامل شفقت ہے اور حکمت کہ ازلی سعادت مند اس کو سینہ سے لگا کر قبول کریں اور ازلی گمراہ یہ شبہ کریں کہ توریت سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سیکھ کر بیان کرتے ہیں

دوم یہ کہ اس میں اہلِ علم قوم کو توجہ دلانا مقصود ہو سکتا ہے کہ جو شخص مختلف عنوانوں سے بار بار نئے نئے دلنشین پیرایوں میں احکام و ذات و صفات و عالمِ آخرت اور قصص انبیاء کو اس طرح بیان فرماتا ہے کہ جس میں سر مو تفاوت نہیں۔ یہ اسی لطیف الخبیر کا کام ہو سکتا ہے کہ جس کو دنیا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا اور جس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں (بحوالہ تفسیر حقانی)

۱۰۶۔ اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ اور کفار کی بیہودہ گوئیوں کی طرف التفات نہ کرو۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ آپ کفار کی یاوہ گوئیوں سے رنجیدہ نہ ہوں یہ ان کی بدنصیبی ہے کہ وہ ایسی واضح باتوں سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ (کنز الایمان)

۱۰۷۔ آپ یقین رکھیں کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے رب تعالیٰ کے ارادے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے رب نے ان بے دینوں کی بے دینی کا ارادہ کیا ہے تو یہ بے دینی میں ہیں اگر وہ چاہتا تو یہ کفر نہ کرتے اس ارادہ میں رب تعالیٰ کی لاکھوں حکمتیں ہیں ان کے کفر کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کی تبلیغ میں کوئی نقص یا کمی ہے آپ یہ بھی خیال رکھیں کہ نہ تو ہم نے آپ کو ان کفار کا محافظ و نگران بنایا کہ آپ ضرور انہیں کفر سے روکیں دوزخ سے بچائیں نہ ان کفار کی طرف سے آپ ان کے وکیل و ذمہ دار ہیں کہ انہیں ایمان دے دیں اور جنت میں پہنچا دیں جب یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو آپ ان کے کفر کا غم کیوں کرتے ہیں (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید: بَصَآئِرُ: کھلی دلیلیں، ظاہر نصیحتیں، بَصِیْرَۃٌ کی جمع ● اَبْصَرَ: اس نے دیکھ لیا، اس نے بصیرت حاصل کی اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ● نَفْسِہٖ: اسم مجرور مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ۔ نفس۔ جان، مراد جی، دل۔ نفس کا معنی ہے جان لیکن اس سے مراد کبھی متنفس یعنی شخص کبھی جی کبھی دل کبھی نفس امارہ کبھی نفس لوامہ کبھی نفس مطمئنہ اور کبھی قوت ممیزہ ہوتی ہے مگر نفس کا عمومی بیشتر استعمال شخص ہی کے لئے کیا گیا ہے ان معانی کے علاوہ بھی قرآن نے دوسرے معانی کے لئے اس لفظ کا استعمال کیا ہے مثلاً مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا میں نفس سے مراد ہے جنس اور نوع (روح المعانی) وغیرہ ● عَمِیَ: وہ اندھا رہا۔ عَمًی سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں کور دل ہونا مراد ہے ● حَفِیْظٌ: نگہبان، حفاظت کرنے والا، یاد رکھنے والا، حِفْظٌ سے بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے کیوں کہ وہ کل کا نگہبان ہے ● نُصَرِّفُ: جمع متکلم مضارع تَصْرِیْفٌ مصدر (تفعیل) ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں یعنی کھول کر ● دَرَسْتَ: تو نے پڑھا۔ دَرْسٌ اور دِرَاسَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● اِتَّبِعْ: تو پیروی کر۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (لغات القرآن)

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن
دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ
إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ
أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ
وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَ
أَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

اور تم نہ برا بھلا کہو انھیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی برا بھلا کہنے لگیں اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔ یونہی آراستہ کر دیا ہے ہم نے ہر امت کے لئے ان کا عمل پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے انھوں نے پھر وہ انھیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے * اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پوری کوشش سے کہ اگر آ گئی ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے اس کے ساتھ۔ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے گی (تو تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے * اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جس طرح وہ نہیں ایمان لائے تھے اس کے ساتھ پہلی مرتبہ اور ہم چھوڑ دیں گے انھیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ (۶/۱۰۸ تا ۱۱۰) *ترجمہ

پ ۷ الانعام

۱۰۸۔ قتادہ کا قول ہے کہ مسلمان کفار کے اصنام کی برائی کیا کرتے تھے تاکہ کفار کو نصیحت ہو اور وہ اصنام پرستی کے عیب سے باخبر ہوں تو ان ناخدا شناس جاہلوں نے بجائے پند پذیر ہونے کے شان الٰہی میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولنی شروع کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اگرچہ اصنام کی برائی اور ان کی حقیقت کا اظہار طاعت و ثواب ہے لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کفار کی بدگوئیوں کو روکنے کے لئے اس کو منع فرمایا گیا۔ (حاشیہ کنزالایمان)

۱۰۹۔ مشرکین اللہ کی قسمیں کھا کھا کر بیان کرتے ہیں کہ اگر انھیں کوئی معجزہ اور خرق عادت بتائی جائے تو وہ ایمان لائیں گے تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجئے کہ معجزے تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اگر وہ چاہے تو معجزہ بتائے اور نہ چاہے تو نہ بتائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۰۔ ہم ان کے دلوں کو سوچنے سے اور ان کی آنکھوں کو دیکھنے سے یوں ہی پھیر دیتے ہیں جیسے پہلے پھیر دیا تھا کہ ہزار ہا معجزات دیکھ کر ایمان نہیں لائے ہم نے ان کے دلوں آنکھوں کو سمجھنے اور دیکھنے کی توفیق نہیں دی ہم ان کو یوں ہی سرکشی اور حیرانی پریشانی کی ٹھوکریں مارتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: ● تبلیغ دین اور دعوت اسلام پہنچانے والوں کی اس آیت شریف کے ذریعہ تربیت فرمائی جا رہی
کہ وہ پوری شائستگی اور متانت کے ساتھ پیغام حق پہنچانے کے لئے تیار ہو جائیں ۔ انہیں یہ ہدایت دی
گئی ہے کہ جوش میں وہ حد اعتدال سے تجاوز نہ کر جائیں انہیں حکم دیا کہ مشرکین کے باطل خداؤں کے متعلق
برا بھلا کہنے سے پرہیز کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مشتعل ہو کر تمہارے معبود برحق کی جناب میں گستاخی
کرنے لگیں بلکہ اس طور پر دعوت حق پہنچاؤ اور ان کے عقائد باطلہ کی اتنی عمدگی اور معقولیت سے تردید کرو کہ
انہیں اس پیغام حق کو ماننے کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہ رہ جائے ۔

● جس قدر محکم ترین قسم کھانا کافروں کے بس میں تھا اتنی مضبوط قسم کھانے کی کوشش کرتے ہوئے انہوں نے
اپنے مطلوبہ معجزات پر اصرار کیا ۔ اٰیَةٌ سے مراد ان کا مطلوبہ معجزہ ہے ۔ یہاں ارشاد فرمایا گیا کہ
آپ کہہ دیں تمام معجزات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں وہی جو معجزہ چاہتا ہے نمودار کرتا ہے ۔ فرمایا
کہ تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں کہ وہ نشانیاں (یعنی معجزات) آ جانے کے بعد بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے

● چونکہ یہ لوگ اس سے پہلے (شق القمر وغیرہ معجزہ) دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اب ہم ان کے دلوں اور
آنکھوں کو پلٹ دیں گے اب بھی وہ ایمان نہ لائیں گے جیسے پہلی بار ایمان نہ لائے تو اس کا وبال ان پر
اس طرح ہو گا کہ آئندہ بھی ان کے ایمان لانے کا امکان ختم ہو گیا دلوں اور نگاہوں کو پھیر دینے کا یہی مفہوم ہے
(ابن کثیر) ایسے موقعوں پر ہی ازلی گمراہ اور ازلی نیکوں کا امتیاز ہو جاتا ہے ۔ ازلی گمراہ ایسے معجزات
دیکھ کر جب ایمان نہیں لاتے تو ان کے دلوں اور آنکھوں پر مہر ہو جاتی ہے پھر وہ کسی معجزے پر یقین نہیں کرتے
اور کفر و عصیان کے سبب وہ قبول حق سے محروم رہ جاتے ہیں ۔ اور بے شک انہیں ان کی سرکشی اور
انکار کے اندھیروں میں بھٹکتے رہنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے ۔

تَسُبُّوا : تم برا کہو، تم گالیاں دو (نَصَرَ) سَبٌّ سے جس کے معنی سخت گالیاں دینے
کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَسُبُّوا (تم گالیاں نہ دو، تم برا نہ کہو) فعل نہی ہے ●
زَيَّنَّا : ہم نے زینت دی، ہم نے سنوارا، ہم نے رونق دی ۔ تَزْيِينٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ●
اَقْسَمُوْا : انہوں نے قسمیں کھائیں ۔ اِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں بھی قسم کا
استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے ● جَهْدَ : تاکید، پوری کوشش، طاقت، مشقت،
جَهَدَ يَجْهَدُ کا مصدر ہے ۔ اس کے معنی پورے طور پر کوشش و مشقت کرنے کے ہیں اَقْسَمُوْا
بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (یعنی انہوں نے پوری کوشش سے قسمیں کھائیں) ● اٰيٰت : نشانیاں
آیتیں، احکام خداوندی اٰيَةٌ کی جمع ۔ اٰيَةٌ یعنی آیت، نشانی، حکم خداوندی، پیغام الٰہی
دلیل، معجزہ ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں ۔ (لغات القرآن)

(الحمد للہ ساتویں پارہ کی تفسیر مکمل ہوئی)